سانحہ راولپنڈی...... ملکی یکجہتی کے خلاف گہری سازش!

۲۷دسمبر ۲۰۰۷ءکولیاقت باغ راولپنڈی میں رونما ہونے والا دہشت گردی کا واقعہ پاکستان کی تاریخ کا المناک سانحہ ہے۔ جس میں پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن بے نظیر بھٹو اپنے تیس کارکنان کے ہمراہ جاں بحق ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بدقسمتی سے پاکستان کی تاریخ ایسے المناک اور کربناک واقعات سے بھری پڑی ہے۔ ماضی میں رونما ہونے والے ان حادثات پر حکومت نے کبھی بھی سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کیا اور نہ ہی صحیح رُخ پر تحقیقات کرائی گئی۔ کسی ایک واقعہ کے ملزم بے نقاب نہیں ہوئے اور نہ ہی منطقی انجام کو پہنچے۔ ان واقعات میں ملوث افراد کی نشاندہی ہونے کے باوجود سزا سے بچ گئے۔ اگر ان مجرموں کو قرار واقعی سزا دی دے دی جاتی تو آنے والے وقت میں ایسے حادثات کی روک تھام ہو جاتی۔ مگر افسوس یہ تمام حادثات فائلوں کی گرد میں دب گئے۔ بلکہ جان بوجھ کر ان کے ثبوت اور نشانات مٹا دیئے گئے اور بڑی بے دردی سے انہیں داخل دفتر کر دیا گیا۔ خان لیاقت علی خان سے لے کر ضیاء الحق مرحوم تک کتنے واقعات ہیں جس میں اعلیٰ ترین حکومتی عہدیدار لقمہ اجل بنے، مگر آج تک تمام کردار صیغہ راز میں ہیں۔ عالم اسلام کی ممتاز شخصیت معروف عالم دین اور قومی لیڈر علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ ارتحال بھی اس میں شامل ہے۔ یہ حادثہ فاجعہ آج تک معمہ بنا ہوا ہے اور کوئی بھی تحقیق منظر عام پر نہ آسکی۔ مجرم مفرور ہیں۔ کیا عجیب اتفاق ہے کہ بے نظیر بھٹو کے بھائی میر مرتضیٰ بھٹو ان کے دورِ حکومت میں قتل ہوئے تھے (محترمہ اس وقت وزیر اعظم تھیں) لیکن قاتلوں کا سراغ نہ مل سکا اور نہ ہی تحقیقات منظر عام پر آسکیں۔ اسی طرح جنرل ضیاء الحق کا حادثہ ہوا۔ ان کے صاحبزادے اقتدار میں رہے مگر آج تک وہ کسی نتیجہ پر نہیں پہنچے کہ قاتل کون ہیں؟ البتہ مطالبہ دونوں کرتے رہے کہ مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

اگر ان حادثات کی صحیح تفتیش کی گئی ہوتی اور مجرموں کو پکڑ کر کیفر کردار تک پہنچانے کی روایت قائم ہوتی تو آج پاکستان کی تاریخ مختلف ہوتی اور مزید ایسے صدمات برداشت نہ کرنے پڑتے۔ یہاں مجرموں کو پناہ دینے اور ان کی پردہ پوشی کی روایات قائم ہیں۔ جس کا نتیجہ کہ مجرم بڑی بے باکی کے ساتھ دندناتے ہیں اور جرائم میں دن رات اضافہ ہو رہا ہے اور آئے روز کوئی نہ کوئی سانحہ رونما ہو جاتا ہے۔

خصوصاً گذشتہ آٹھ سالوں میں قتل وغارت اور خودکش بم دھماکوں سے ہلاکتوں میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ بدامنی آسمان کو چھو رہی ہے۔ پاکستان کی ساٹھ سالہ تاریخ کا یہ سیاہ ترین دور ہے۔ یہ خون آشام عہد بلاشبہ حکمرانوں کی بدبختی اور نحوست کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ وزیرستان مدرسہ پر بمباری سے ۸۰ معصوم طلبہ کی شہادت' جامعہ حفصہ میں زیرِ تعلیم بچیوں کا قتل عام ماضی قریب کی بدترین سفا کی ہے۔ موجودہ حکمرانوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ ان سانحات کے بعد انہیں کیسے حق حکمرانی حاصل ہے؟ شخصی آزادی اور بنیادی حقوق کی پامالی کے لیے یہ دور سب پر بازی لے گیا۔

سانحہ راولپنڈی اس لحاظ سے بڑا اہم واقعہ ہے کہ اس میں ایک ایسی قومی لیڈر جاں بحق ہوئی ہیں جو تمام صوبوں میں یکساں مقبول تھیں اور تمام علاقوں میں اس کے چاہنے والے موجود تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ پاکستان کے کسی بھی خطے میں بے دھڑک جلسے منعقد کر لیتی تھیں۔ ان کا قتل ملی اور ملکی یکجہتی کے خلاف گہری سازش ہے۔ جس کا تمام سیاستدانوں' دینی رہنماؤں اور حکومتی عہدیداروں کو ادراک کرنا چاہیے اور بلا تاخیر اس سازش کو بے نقاب کرنے کی ضرورت ہے۔ جنہوں نے یہ منصوبہ تشکیل دیا ہے اور اس سانحہ کے تمام کرداروں کو کٹہرے میں لانا چاہیے اور ماضی کی طرح یہ حادثہ بھی پردہ اخفاء میں نہیں رہنا چاہیے۔

اس کے ساتھ ہم تمام سیاسی' دینی جماعتوں کے قائدین سے عرض کریں گے کہ وہ محتاط لب ولہجہ اختیار کریں۔ خاص کر حساس موضوعات پر گفتگو سے پہلے سو بار سوچ لیں۔ خصوصاً ڈاکٹر عبدالقدیر کے بارے میں محترمہ کی غیر ذمہ دارانہ گفتگو' جبکہ جامعہ حفصہ اور شمالی وزیرستان اور سوات کے واقعات پر غیر ضروری بیان بازی نے بھی بعض حلقوں کو ناراض کیا۔ ان حادثات میں جاں بحق ہونے والے بھی کسی کے بچے' بھائی' بہنیں' بیٹیاں اور ماں باپ تھے۔ انہیں بھی ایسی سیاسی بیان بازی پر رنج پہنچا ہوگا۔ معصوم جانوں کے ضیاع پر مذاق اڑانا اور اس پر غیر سنجیدہ رویہ اختیار کرنا کسی کو زیب نہیں دیتا۔

بہرحال موجودہ حالات میں تمام طبقوں کو حقیقت پسندی سے کام لینا چاہیے۔ اعتدال کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ انصاف کے حصول کے لیے مشترکہ کوشش کرنی چاہیے۔ سانحہ راولپنڈی کی اعلیٰ عدالت سے تحقیقات کرانی چاہیے۔ قومی لیڈروں کی سکیورٹی کو بہتر بنانا چاہیے تاکہ کوئی اور سانحہ رونما نہ ہو۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆